

امام جعفر صادق علیہ السلام

<"xml encoding="UTF-8?>

امام جعفر صادق علیہ السلام

جعفر بن محمد (148-83ھ) امام جعفر صادق کے نام سے مشہور، شیعہ اثنا عشری کے چھٹے امام ہیں۔ آپ کی مدت امامت 34 سال (114-148ھ) تھی۔ آپ کے والد ماجد امام محمد باقر شیعوں کے پانچویں امام ہیں۔ بنی امیہ کے آخری پانچ خلفاءِ شام بن عبدالملک سے آخر تک اور بنی عباس کے پہلے دو خلفاء سفاح اور منصور دوانیقی آپ کے معاصر ہیں۔ آپ کے دور امامت میں بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کے نو ظہور اور غیر مستحکم حکومت کی وجہ سے دوسرے ائمہ کی بنسیت آپ کو زیادہ سے زیادہ علمی امور کی انجام دہی کا موقع ملا۔ آپ کے شاگردوں اور راویوں کی تعداد 4000 ہزار تک بتائی گئی ہیں۔ اہل بیٹ سے منسوب اکثر احادیث آپ سے نقل ہوئی ہیں۔ اسی بنا پر شیعہ مذہب کو مذہب جعفریہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

امام صادق کو اہل سنت کے فقہی پیشواؤں کے بیان بھی بڑا مقام حاصل ہے۔ ابو حنیفہ اور مالک بن انس نے آپ سے روایت نقل کی ہیں۔ ابو حنیفہ آپ کو مسلمانوں کے درمیان سب سے بڑا عالم سمجھتے تھے۔

بنی امیہ حکومت کے زوال اور شیعوں کی طرف سے درخواست کے باوجود آپ نے حکومت کے خلاف قیام نہیں فرمایا۔ ابو مسلم خراسانی اور ابو سلمہ کی طرف سے خلافت کی ذمہ داری قبول کرنے سے متعلق درخواست کو بھی آپ نے رد فرمایا۔ اسی طرح اپنے چچا زید بن علی کی تحریک میں بھی آپ شریک نہیں ہوئے۔ آپ شیعوں کو بھی قیام سے پریبیز کی سفارش فرماتے تھے۔ ان سب چیزوں کے باوجود حاکمان وقت کے ساتھ بھی آپ کے تعلقات اچھے نہیں تھے۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے سیاسی دباؤ کی وجہ سے آپ تقبیہ کیا کرتے تھے اور شیعوں کو بھی تقبیہ کی سفارش فرماتے تھے۔

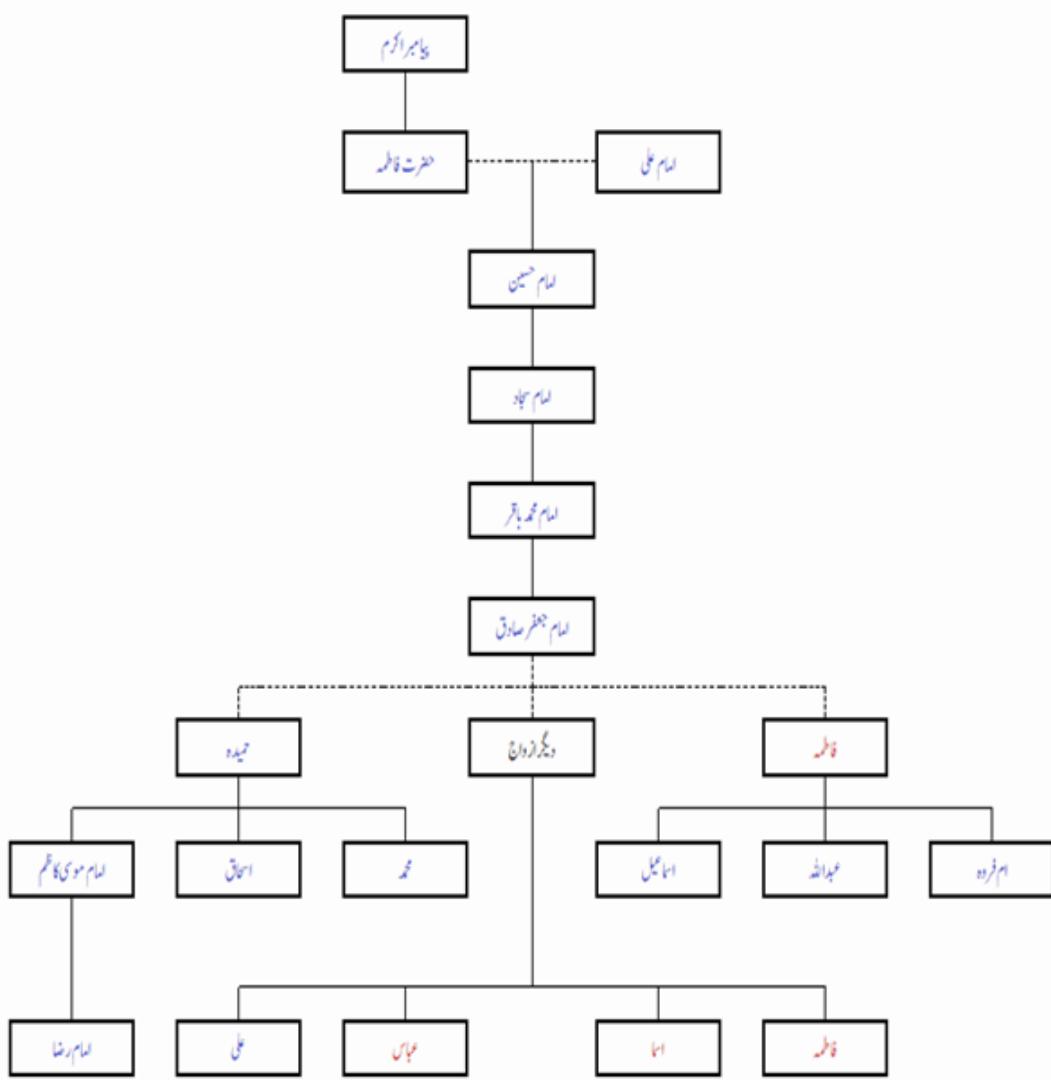
امام صادق نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ زیادہ رابطے میں رہنے، درپیش شرعی سوالات کا جواب دینے، وجوہات شرعیہ کے دریافت اور اپنے پیروکاروں کی مشکلات کو حل کرنے کیلئے وکالتی نظام تشكیل دیا۔ اس نظام میں آپ کے بعد آئے والے اماموں کے دور میں وسعت آتی گئی بیان تک کہ غیبت صغرا کے دور میں یہ نظام اپنے عروج پر جا پہنچا۔ آپ کے دور میں غالیوں کی فعالیتوں میں شدت آئی۔ آپ نے ان کے خلاف نہایت سخت اقدامات انجام دیئے اور انہیں کافر اور مشرک قرار دیا۔

بعض منابع میں آیا ہے کہ آپ کو حکومت وقت کے حکم پر عراق بلایا گیا جس دوران آپ کربلا، نجف اور کوفہ بھی تشریف لے گئے۔ آپ نے امام علیؑ کا مرقد جو اس وقت تک مخفی تھا، مشخص فرمایا اور اپنے پیروکاروں کو دکھایا۔ بعض شیعہ علماء اس بات کے معتقد ہیں کہ آپ منصور دوانیقی کے ہاتھوں زیر سے شہید ہوئے۔ شیعہ حدیث منابع کے مطابق آپ نے امام کاظمؑ کو اپنے بعد بعنوان امام اپنے اصحاب کے سامنے متعارف کرایا تھا، لیکن امام کاظمؑ کی جان کی حفاظت کی خاطر آپ نے عباسی خلیفہ منصور دوانیقی سمیت پانچ افراد کو اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ آپ کی شہادت کے بعد شیعوں میں مختلف فرقے وجود میں آگئے جن میں اسماعیلیہ،

فَطَحِيَه اور ناووسیه شامل ہیں۔

امام صادقؑ کے متعلق لکھی گئی کتابوں کی تعداد 800 تک بتائی جاتی ہے۔ جن میں اخبار الصادق مع ابی حنیفہ و اخبار الصادق مع المنصور تالیف محمد بن وہبان دبیلی (چوتھی صدی ہجری)، اس سلسلے کی قدیمی کتابوں میں سے ہیں۔ آپ سے متعلق بعض دوسری کتابوں میں: زندگانی امام صادق جعفر بن محمد مصنف سید جعفر شہیدی، الامام الصادق و المذاہب الاربعة، مصنف اسد حیدر، پیشوائے صادق، مصنف سید علی خامنہ ای اور موسوعة الإمام الصادق، مصنف باقر شریف ہر شیخی قابل ذکر ہیں۔

نسب، کنیت، لقب



جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابو طالب، شیعہ اثنا عشری کے چھٹے [1] اور اساعیلیوں کے پانچویں امام ہیں۔ [2] آپ کے والد ماجد امام محمد باقر اور والدہ ماجدہ ام فروہ بنت قاسم بن ابی بکر ہیں۔ [3] کتاب کشف الغمہ کے مطابق چونکہ آپ کی والدہ کا نسب مان باپ دونوں طرف سے ابوبکر تک پہنچتا ہے اس لئے امام نے فرمایا: لَقَدْ وَلَدَنِي أَبُو بَكْرٍ مَرَّتَنِي (ترجمہ: میں دو مرتبہ ابوبکر سے متولد ہوا ہوں) لیکن بعض علماء من جملہ علماء شوشتري و علماء مجلسی نے اس روایت کو جعلی قرار دیا ہے۔ [4]

آپ کی مشور کنیت ابو عبد اللہ (آپ کے بیٹے عبداللہ افطح کی نسبت) سے ہے جبکہ آپ کو ابو اسماعیل (آپ کے بڑے بیٹے اسماعیل کی نسبت) اور ابو موسی (آپ کے فرزند امام موسی کاظم کی نسبت) سے کہا جاتا ہے۔[5]

آپ کا سب سے مشور لقب "صادق" ہے۔[6] ایک حدیث کے مطابق پیغمبر اسلام نے آپ کو اس لقب سے نوازا تھا تاکہ جعفر کذاب سے متمایز ہو سکیں؛[7] لیکن بعض کا خیال ہے کہ یہ لقب آپ کو اپنے زمانے میں شروع ہونے والی حکومت مخالف تحریکوں میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے دیا گیا تھا کیون اس زمانے میں اس شخص کو جو حکومت کے خلاف قیام کرے اور لوگوں کو حکومت کے خلاف ورگلائے، کذاب کہا جاتا تھا۔[8] خود عصر ائمہ میں ہی امام اسی لقب سے مشور تھے۔[9]

اہل سنت کے بعض علماء جیسے مالک بن انس، احمد بن حنبل اور جاحظ بھی امام کو اسی نام سے یاد کرتے تھے۔[10]

حالات زندگی

امام جعفر صادق 17 ربیع الاول سنہ 83 ہجری مدینہ میں پیدا ہوئے اور سنہ 148 ہجری 65 سال کی عمر میں شہید ہوئے۔[11] بعض نے آپ کی تاریخ ولادت سنہ 80 ہجری لکھی ہے۔[12] ابن قتیبة الدینوری نے آپ کی شہادت بھی سنہ 146 ہجری میں ثبت کی ہے۔[13] جسے سننے یا لکھنے میں غلطی جانا گیا ہے۔[14] آپ کی تاریخ شہادت کے حوالے سے بھی اختلاف پایا جاتا ہے مشور شیعہ متقدم علماء کا نظریہ یہ ہے کہ آپ کی شہادت شوال کے مہینے میں واقع ہوئی ہے لیکن گذشتہ مصادر میں شہادت کس دن واقع ہوئی ہے، اس حوالے سے کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ لیکن متأخر مصادر میں آپ کی شہادت 25 شوال ذکر ہوئی ہے۔[15] مشور کے مقابلے میں ایک اور نظریہ بھی ہے جسے بحار الانوار میں مصباح کفعی سے نقل کیا گیا ہے: آپ نے 15 رب میں شہادت پائی ہے۔[16] لیکن اس کتاب پر تحقیق کرنے والوں نے اس مطلب کو مذکورہ کتاب میں نہیں پایا ہے۔[17]

ازواج و اولاد

شیخ مفید نے امام صادق علیہ السلام کی اولاد و ازواج کو یوں ذکر کیا ہے:

ازواج	ن	اولاد	تشخیصات
حیدر	بنت صادق یا صالح	کاظم، اسحاق و محمد	امام کاظم امامیہ اثنا عشریہ کے ساتویں امام ہیں۔[19]
فاطمہ	بنت حسین، بن علی	اسماں، عبداللہ افطح	عبداللہ نے بپ کی شہادت کے بعد امامت کا دعویٰ کیا اور اس کے پیروکار طفیلیہ کے نام سے معروف ہوئے۔[20] اسماں بن جعفر امام صادق کی زندگی میں فوت ہوئے۔[21] اسماں کی ایک جماعت نے اسے قبول نہیں کیا اور اسماعیلیہ گروہ تھیں۔
دیگر	-	عباس، علی، اسحاق و فاطمہ	شیخ طفیلیہ کے بقول ان میں سے ہر ایک فرزند کی ماں ام ولد ہیں۔[22]

دور امامت

امام صادق کی زندگی بنی امیہ کے آخری دس خلفا من جملہ عمر بن عبد العزیز، بیشام بن عبدالملک نیز بنی عباسی کے پہلے دو خلفا، سفّاح اور منصور دوانیقی کے دور خلافت میں گزری ہے۔[23] امام باقر کو جس وقت بیشام بن عبد الملک نے شام طلب کیا تو اس سفر میں امام صادق بھی اپنے والد ماجد کے ہمراہ تھے۔[24] آپ

کے دور امامت میں بنی امیہ کے پانچ آخری خلفاء اور بنی عباس کے دو خلیفہ سفاح و منصور دو ایونیقی نے حکومت کی۔[25] بنی امیہ کی حکومت زوال کا شکار ہوئی اور آخر کار اپنے انجام تک پہنچی جس کے بعد بنی عباس نے اسلامی دنیا پر اپنی خلافت قائم کی۔ بنی امیہ اپنے اقتدار کے آخری ادوار میں اپنی بقا کی فکر میں تھے جبکہ بنی عباس اپنے استحکام کی فکر میں، جس کی وجہ سے امام کو علمی و ثقافتی امور کی انجام دی کا موقع ملا۔ جس سے آپ نے بھر پور استفادہ کرتے ہوئے مختلف عملی میدانوں میں شاگردوں کی تربیت فرمائی۔[26] البتہ یہ آزادی صرف دوسری صدی ہجری کے تیسرا عصر میں نصیب ہوئی جبکہ اس سے پہلے بنی امیہ کی بنی ہاشم سے دیرینہ دشمنی نیز نفس زکیہ اور ان کے بھائی ابراہیم کی تحریک کی وجہ سے آپ بھی سیاسی دباؤ کا شکار رہے۔[27]

امام صادقؑ کے معاصر خلفاء	
قبل امامت (114-83ق)	
نر	ظیفہ
عبدالملک بن مروان 83-96ق	ہشام بن عبد الملک 114-125ق
ولید بن عبد الملک 96-99ق	ولید بن زید 125-126ق
سلیمان بن عبد الملک 99-101ق	زید بن ولید 126-126ق
عمر بن عبد العزیز 99-101ق	ابراہیم بن ولید 126-127ق
یزید بن عبد الملک 101-105ق	مروان بن محمد 127-132ق
ہشام بن عبد الملک 105-114ق	سفاح 132-136ق
	منصور دوانیقی 136-148ق

نصوص امامت
شیعہ نقطہ نگاہ سے امام، خدا کی طرف سے معین ہوتا ہے جسے نَصْ (پیغمبر اکرمؐ یا پہلے والے امام نے صراحة کے ساتھ مورد نظر شخص کی امامت کو بیان کیا ہو) کے ذریعے پہچانی جاتی ہے۔[28] کلینی نے اپنی کتاب کافی میں امام صادقؑ کی امامت کو ثابت کرنے کی غرض سے مختلف احادیث نقل کی ہیں۔[29]

ایک طرف شیعہ اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے تو دوسری طرف سیاسی دباؤ کی وجہ سے ائمہ معصومین کو اپنے پیروکاروں کے ساتھ رابطہ برقرار کرنے میں دشواریوں کا سامنا رہتا تھا جو امام صادقؑ کے دور میں پہلے سے بھی پیچیدہ شکل اختیار کر گئی تھی۔ اسی وجہ سے آپ نے مختلف علاقوں میں اپنا وکیل اور نمائندہ مقرر فرمایا جو آپ کے پیروکاروں کے درمیان رابطے کا کام انجام دیتے تھے۔ [30] وجودات شرعیہ جیسے خمس، زکات، نذر اور تحائف وغیرہ کی جمع آوری اور انہیں امامؑ تک پہنچانا، شیعوں کی مشکلات سے آگاہی اور ان کو ترجیحی بنیادوں پر حل و فصل کرنا، امام اور آپ کے پیروکاروں کے درمیان رابطہ برقرار کرنا نیز ان کے شرعی سوالات کا امام سے جوابات دریافت کرنا، ان وکلاء کے وظائف میں شامل تھا۔ [31] وکالتوں کا یہ سلسلہ آپ کے بعد والی ائمہ کے زمانے میں نہ صرف جاری رہا بلکہ اس میں وسعت آتی گئی یہاں تک کہ امام زمانؑ کی غیبت صغرا میں یہ سلسلہ نواب اربعہ کی صورت میں اپنے عروج پر جا پہنچا لیکن چوتھے نائب خاص علی بن محمد سمری کی وفات اور غیبت کبریٰ کے آغاز کے بعد وکلاء کا یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا۔ [32]

غالیوں کے ساتھ برتأؤ غلو

امام باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے زمانے میں غالیوں کی سرگرمیوں میں بھی شدت آگئی۔ [33] غالی ائمہ کو خدا کا درجہ دیتے یا انہیں پیغمبر مانتے تھے۔ امام نے اس سوچ کی بہر پور مخالفت فرمائی، لوگوں کو ان کے ساتھ نشست و برخاست سے بھی منع کیا۔ [34] اور انہیں فاسق، کافر اور مشرک قرار دیا۔ [35]

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے غالیوں کے حوالے سے اپنے پیروکاروں سے فرمایا: ان کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھیں، ان کے ساتھ کہانے پینے میں شامل نہ ہوں اور ان سے مصافحہ نہ کریں۔ [36] اسی طرح آپ جوانوں کے بارے میں فرماتے تھے: خیال رہے کہ غالی تمہارے جوانوں کو گمراہ نہ کریں۔ یہ لوگ خدا کے بدترین دشمن ہیں؛ خدا کو پست اور خدا کے بندوں کو ریوبیت کا مقام دیتے ہیں۔ [37]

علمی فعالیت

امام صادقؑ کے دور امامت میں بنی امیہ اپنی اقتدار اور بقا کی جنگ لڑ رہی تھی اسی بنا پر لوگوں خاص کر شیعوں کو کسی حد تک مذہبی آزادی نصیب ہوئی جس سے بہر پور استفادہ کرتے ہوئے امام عالی مقام نے مختلف موضوعات پر علمی اور عقیدتی مباحثت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ [38] اس علمی اور مذہبی آزادی جو آپ سے پہلے والے اماموں کو کمتر نصیب ہوئی تھی کی وجہ سے علم دانش کے متلاشی آپ کے علمی جلسات میں آزادی سے شرکت کرنے لگے۔ [39] یوں فقہ، کلام اور دیگر مختلف موضوعاً پر آپ سے بہت زیادہ احادیث نقل ہوئیں۔ [40] ابن حجر بیتمی کے بقول لوگ آپ سے علم و معرفت کے خزانے دریافت کرتے تھے اور ہر جگہ آپ ہی کا چرچا تھا۔ [41] ابوبحر جاحظ لکھتے ہیں کہ ان کی فقہ اور علم پوری دنیا میں پھیل چکا تھا۔ [42] حسن بن علی و شاء لکھتے ہیں کہ انہوں نے 900 لوگوں کو دیکھا جو مسجد کوفہ میں امام صادقؑ سے حدیث نقل کرتے تھے۔ [43]

شیعہ عقائد کے مطابق دین اور مذہب کے بنیادی منابع میں جس طرح پیغمبر اکرمؐ کی سنت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے آپؐ کے بعد آپؐ کے حقیقی جانشینوں یعنی ائمہ معصومین کی سنت کو بھی وہی حیثیت حاصل ہے۔ بنابرایں ائمہ معصومین میں سے ہر ایک نے اپنی بساط اور حالات کے تقاضا کے مطابق دین اور مذہب کی نشر و اشاعت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے ہیں۔ لیکن باقی ائمہ کی نسبت اصول دین اور فروع دین دونوں حوالے سے سب سے زیادہ احادیث امام صادقؑ سے نقل ہوئی ہیں۔[44] اسی طرح راویوں کی تعداد کے حوالے سے بھی آپؐ سے روایت کرنے والے راویوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اریلی نے آپؐ سے روایت کرنے والے راویوں کی تعداد 4000 تک بتائی ہے۔[45] اب ان بن تغلب کے مطابق شیعوں میں جب بھی پیغمبر اکرمؐ کے اقوال کے بارے میں اختلاف نظر پیدا ہوتا تو وہ حضرت علیؑ کے اقوال کی طرف رجوع کرتے تھے اور جب حضرت علیؑ کے اقوال میں اختلاف نظر پیدا ہوتا تو امام صادقؑ کے اقوال کی طرف رجوع کرتے تھے۔[46] فقه اور کلام میں سب سے زیادہ احادیث امام صادقؑ سے نقل ہونے کی وجہ سے شیعہ اثناء عشریہ کو مذہب جعفریہ نیز کہا جاتا ہے۔[47] موجودہ دور میں امام صادقؑ مذہب جعفریہ کے بانی اور سرپرست کے طور پر مشہور ہیں۔[48]

سنہ 1378 ہجری کو الأزبر یونیورسٹی مصر کے چانسلر شیخ محمود شلتوت نے ان سے پوچھے گئے سوال کے جواب میں مذہب جعفریہ کو سرکاری طور پر قبول کرنے کا اعلان کیا اور اس مذہب کے تعلیمات پر عمل کرنے کو بھی جائز قرار دیا۔[49]

منظرات اور علمی گفتگو

شیعہ حدیثی منابع میں امام صادقؑ اور دوسرے مذاہب کے متکلمین نیز بعض ملحدین کے درمیان مختلف منظرات اور علمی گفتگو نقل ہوئی ہیں۔[50] ان منظرات میں سے بعض میں امام علیہ السلام کے شاگردوں نے اپنے متعلقہ شعبیوں میں آپؐ کی موجودگی میں دوسروں کے ساتھ مناظرہ کئے ہیں۔ ان مناظروں میں امام عالیؑ مقام مناظرے کی نگرانی فرماتے اور کبھی کبھی ضرورت پڑنے پر خود بھی بحث میں حصہ لیتے تھے۔[51] مثلاً ایک شامی جو آپؐ کے شاگردوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کا خواہاں تھا، امام نے ہشام بن سالم جو علم کلام میں تخصص رکھتا تھا سے اس شامی کے ساتھ مناظرہ کرنے کا حکم دیا۔[52] اسی طرح ایک اور شخص جو خود امامؑ سے مناظرہ کرنا چاہتا تھا، آپؐ نے فرمایا پہلے جس موضوع پر بھی گفتگو کرنا چاہتا ہے آپؐ کے شاگردوں سے مناظرہ گرنے کا کہا اور ان پر غالب آئی کی صورت میں اپنے ساتھ مناظرہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اس شخص نے قرآنؐ سے متعلق حُمَرَانَ بْنَ أَعْيَنَ کے ساتھ، ادبیات عربی سے متعلق آبَانَ بْنَ تَغْلِبَ کے ساتھ، فقه میں زُرَارَہ اور کلام میں مُؤْمِن طاق اور ہشام بن سالم کے ساتھ مناظرہ کیا اور ہر میدان میں وہ مغلوب ہوا۔[53]

احمد بن علی طبرسی نے اپنی کتاب الاحتجاج میں امام صادقؑ کے منظرات کو جمع کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

ایک منکر خدا کے ساتھ خدا کے وجود پر مناظرہ[54]

ابوشاکر دیصانی کے ساتھ خدا کے وجود پر مناظرہ[55]

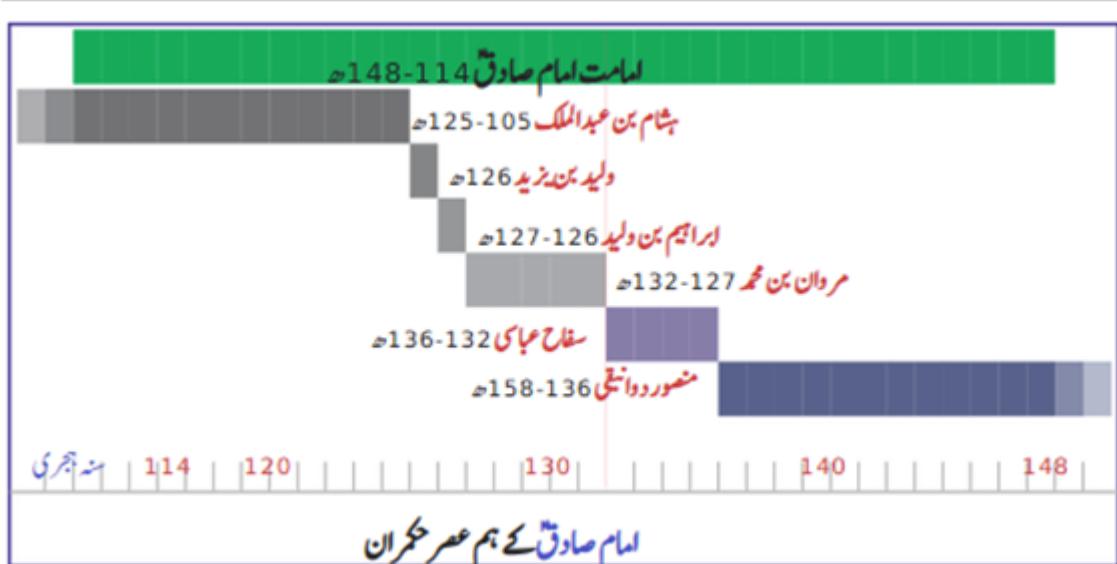
ابن ابی العوجاء کے ساتھ خدا کے وجود پر مناظرہ[56]

ابن ابی العوجاء کے ساتھ عالم کے حدوث پر مناظرہ[57]

خدا کے منکر ایک شخص کے ساتھ خدا کے وجود اور بعض دیگر مسائل پر طولانی مناظرہ[58]

ابوحنیفہ کے ساتھ حکم شرعی کے استنباط کے طریقے خاص کر قیاس سے متعلق مناظرہ [59] معتزلہ کے بعض علماء کے ساتھ حاکم کے انتخاب کا طریقہ کار اور بعض دوسرے فقہی مسائل پر مناظرہ [60] سیاسی اور سماجی سرگرمیاں

سیاسی اور سماجی حوالے سے امام جعفر صادقؑ کی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا سکتا ہے: ایک حصہ بنی امیہ کا دور حکومت اور دوسرا حصہ بنی عباس کا دور حکومت۔ مجموعی طور پر ان دو ادوار میں دس بنی امیہ کے آخری دس اور بنی عباس کے پہلے دو خلفاء کو آپؑ کے معاصر خلفاء مانے جاتے ہیں۔ [61] امام باقرؑ کو جس وقت پشاں بن عبد الملک نے شام تشریف لے جانے پر مجبور کیا تو اس سفر میں اپنے والد ماجدؑ کے ہمراہ امام صادقؑ بھی تھے۔ [62] آپؑ کی امامت کا دورانیہ 34 سالوں پر محیط تھا جس میں بنی امیہ کے آخری پانچ اور بنی عباس کے پہلے دو خلفاء سفاح اور منصور کی حکومت تھی۔ [63] اس دوران بنی امیہ اپنی بقا کی جنگ ہار گئی جس کے نتیجے میں اسلامی دنیا پر بنی عباس کی خلافت قائم ہوئی۔ بنی امیہ رو بزوال ہونے اور بنی عباس اپنی نوپا اقتدار کو استحکام بخشنے میں مصروف ہونے کی وجہ سے امام صادقؑ کو علمی اور ثقافتی سرگرمیوں کیلئے مناسب موقع فراہم ہوا۔ [64] البتہ یہ آزادی صرف دوسری صدی ہجری کے تیسرا عشرہ میں نصیب ہوئی جبکہ اس سے پہلے بنی امیہ کی بنی ہاشم سے دیرینہ دشمنی نیز نفس زکیہ اور ان کے بھائی ابراہیم کی تحریک کی وجہ سے آپؑ بھی سیاسی دباؤ کا شکار رہا۔ [65]



مسلحانہ قیام سے دوری

اگرچہ امام صادقؑ کی امامت کے دوران بنی امیہ اپنی بقا اور زوال کے کشمکش سے دوچار تھی اور کسی حکومت کو سرنگوں کرنے کا یہ بہترین موقع ہوا کرتا ہے، لیکن امامؑ نے مسلحانہ جد و جہد سے دوری اختیار فرمائی یہاں تک کہ بعض افراد کی طرف سے خلافت قبول کرنے کی پیشکش کو بھی آپؑ نے مسترد کر دیا۔ شہرستانی نے نقل کیا ہے کہ ابومسلم خراسانی نے ابراہیم کی وفات کے بعد امام صادقؑ کو ایک خط لکھا جس میں آپؑ کو خلافت کیلئے سب سے زیادہ سزاوار قرار دیتے ہوئے خلافت کرنے کی دعوت دی لیکن امامؑ نے اسے مسترد کرتے ہوئے ان کے خط کا یوں جواب دیا: "نہ تم میرے وفاداروں میں سے ہو اور نہ یہ زمانہ میرا زمانہ ہے۔" [66] آپؑ نے ابوسلمہ کی طرف سے بھی خلافت کو قبول کرنے کی درخواست کو رد فرماتے ہوئے اس کے خط کو آگ لگا دیا۔ [67] اسی طرح آپؑ نے اس زمانے میں شروع ہونے والی حکومت مخالف تحریکوں میں بھی حصہ نہیں لیا یہاں تکہ کہ اپنے

چچا زید بن علی کی تحریک میں بھی آپ نے شرکت نہیں فرمائی۔ [68] ایک حدیث کے مطابق امام صادقؑ با وفا اصحاب و اعوان کے نہ ہونے کو مسلحانہ قیام نہ فرمائے کا سبب قرار دیتے تھے۔ [69]

عبدالله بن حسن مثنی کے ساتھ اختلاف رائے بنی امیہ کی حکومت کے آخری سالوں میں بنی ہاشم کا ایک گروہ جن میں عبدالله بن حسن مثنی اور ان کے بیٹے نیز سفاح اور منصور دو ایقی حکومت کے خلاف مسلحانہ قیام کرنے کیلئے اپنے درمیان میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی خاطر ابواہ میں جمع ہوئے۔ اس جلسے میں عبدالله نے اپنے بیٹے محمد (نفس زکیہ) کو مہدی کے عنوان سے معرفی کیا اور حاضرین سے ان کی بیعت کرنے کا کہا۔

جب امام صادقؑ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: تمہارا بیٹا مہدی نہیں ہے اور نہ ابھی مہدی کے ظہور کا وقت ہے۔ عبدالله آپ کی باتوں سے ناراض ہوا اور کہا کہ آپ حسد کی وجہ سے یہ باتیں کر رہے ہیں۔ امام صادقؑ نے قسم کھا کر فرمایا میں حسد کی وجہ سے یہ نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ یہ حقیقت پر مبنی ہے، تمہارا بیٹا مارا جائے گا اور خلافت سفاح اور منصور دو ایقی کو ملے گا۔ [70]

رسول جعفریان نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی اولاد میں پیدا ہونے والے اختلافات کی اصل وجہ اسی داستان کو قرار دیتے ہیں۔ [71]

حاکمان وقت کے ساتھ آپ کے تعلقات اگرچہ امام صادقؑ نے اپنے زمانے کے حاکمان وقت کے خلاف مسلحانہ قیام سے دوری اختیار کی لیکن دوسری طرف سے حاکمان وقت کے ساتھ آپ کے تعلقات بھی اچھے نہیں تھے۔ جب اپنے والد ماجد امام محمد باقرؑ کے ساتھ حج مشرف ہوئے تو حج کے مراسم میں آپ نے اہل بیٹ کو خدا کے برگزیدگان میں سے قرار دیتے ہوئے بسام بن عبدالملک کی اہل بیٹ دشمنی کی طرف اشارہ فرمایا۔ [72] منصور دو ایقی نے آپ سے کہا کہ آپ بھی دوسرے لوگوں کی طرح ان کے پاس آجایا کریں، تو آپ نے فرمایا: ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی وجہ سے ہم تم سے لو لگائیں نہ تم کسی نعمت سے مالا مال ہو جس کی وجہ سے ہم تمہیں مبارک باد دیں اور نہ تم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جس کی خاطر ہم تمہیں تسلیت دینے تمہارے پاس آئیں۔ پس ہمیں تم سے کیا لینا دینا؟! [73]

گھر کو نذر آتش کرنا کافی اور مناقب علی بن ابی طالب میں مفضل بن عمر کی روایت کے مطابق حسن بن زید نے مدینہ پر حاکمیت کے دوران منصور کے حکم پر حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر نذر آتش کیا۔ [74]

اس حدیث کے مطابق اس آتش سوز میں آپ کے گھر کا دروازہ اور دبليز جل گیا اور امام جلتے ہوئے گھر کے اندر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا:

میں آریا الرّئی (لقب حضرت اسماعیل) کا بیٹا ہوں۔ میں ابراہیم خلیل اللہ کا بیٹا ہوں۔ [75] لیکن بعض مؤرخین من جملہ طبری کے مطابق منصور نے سنہ 150 ہجری یعنی امام صادقؑ کی شہادت کے دو سال بعد حسن بن زید کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ [76]

سوائے دوسری صدی ہجری کے تیسرا عصر کے جس میں بنی امیہ کی حکومت کا زوال ہوا باقی سالوں میں بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفا ہمیشہ آپ اور آپ کے پیروکاروں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھتے تھے اور آپ کی زندگی کے آخری سالوں میں سیاسی دباؤ میں شدت آگئی تھی۔[77] بعض روایات کے مطابق منصور دوانیقی کے کارندھے حتی ان لوگوں کو بھی پکڑ کر گردن مار دیتے تھے جو آپ کے پیروکاروں کے ساتھ دوستانہ روابط رکھتے تھے۔ اس بنا پر آپ تقبیہ فرماتے تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی تقبیہ کرنے کی سفارش فرماتے تھے۔[78]

امام صادقؑ نے سفیان ثوری سے جو آپ سے ملاقات کیلئے آئے تھے، فرماتے ہیں آپ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ ہم دونوں حکومت کی کڑی نگرانی میں ہیں۔[79] ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ امام صادقؑ نے ابیان بن تغلب سے کسی ممکنہ خطرات کے پیش نظر لوگوں کے پوچھے گئے فقہی سوالات کا جواب اہل سنت علماء کے نظریے کے مطابق دینے کا حکم دیا۔[80] اسی طرح امام صادقؑ سے بعض ایسی احادیث نقل ہوئی ہیں جن میں آپ اپنے پیروکاروں کو تقبیہ کرنے کی سفارش فرماتے ہیں۔ ان احادیث میں سے بعض میں تقبیہ کو نماز کے برابر کا درجہ دیا گیا ہے۔[81]

اخلاقی خصوصیات

حدیثی منابع میں امام صادقؑ کی اخلاقی خصوصیات میں سے زبد، انفاق، فراوانی علم، طولانی عبادت اور قرآن کریم کی تلاوت وغیرہ جیسی اخلاقی خصوصیات کا تذکرہ ملتا ہے۔ محمد بن طلحہ امام صادقؑ کو اہل بیت میں سب سے زیادہ عظمت و بزرگی کا حامل شخص قرار دیتے ہیں جو علم و معرفت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ زبد و تقویٰ، عبادت و بندگی نیز قرآن مجید کی تلاوت میں اپنے زمانے میں شہرت رکھتے تھے۔[82] مالک بن انس جو اہل سنت کے ائمہ اربعہ میں سے ہیں، امامؑ کے متعلق کہتے ہیں: جتنی مدت جعفر بن محمد کے پاس جانے کا اتفاق ہوا اسے تین حالتوں میں سے ایک حالت میں پایا، یا نماز کی حالت یا روزہ داری کی حالت میں یا ذکر پڑھنے کی حالت میں۔[83]

بحار الانوار کے مطابق امامؑ نے کسی فقیر کے سوال کرنے پر اسے چار سو دربم عطا فرمایا اور جب اس کی شکر گزاری کو دیکھا تو اپنی انگوٹھی جو دس بزار دربم کی تھی، اسے بخش دیا۔[84]

آپؑ کے انفاق فی سبیل اللہ سے متعلق بھی بہت ساری احادیث موجود ہیں۔ کتاب کافی میں آیا ہے کہ آپ رات کو کسی تھیلے میں روٹی، گوشٹ اور دربم و دینار رکھ کر بطور ناشناخت غریبوں کے دروازوں پر جاتے تھے اور مذکورہ چیزوں کو ان میں تقسیم کرتے تھے۔[85] ابو جعفر خثعمی نقل کرتے ہیں کہ امام صادقؑ نے ایک دفعہ دربم و دینار سے بھرا ہوا ایک تھیلہ مجھے دیا اور اسے بنی ہاشم کے کسی فرد کو دینے کا کہا لیکن یہ اسے یہ نہ کہا جائے کہ اسے کس نے بھیجا ہے۔ خثعمی کہتے ہیں جب اس شخص نے وہ رقم لے لیا تو اس کے بھیجنے والے کیلئے دعا کیا اور امام صادقؑ کی شکایت کرنا شروع کیا کہ اتنے مال دولت کے باوجود ان کی مدد نہیں کرتا۔[86]

عراق کا سفر

سفاح اور منصور دوانیقی کی طرف سے دربار میں طلب کئے جانے کی وجہ سے امام صادقؑ کو کئی بار عراق کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ عراق سفر کے دوران آپ کربلا، نجف، کوفہ اور حیرہ بھی تشریف لے گئے۔[87] محمد بن معروف ہلالی نقل کرتے ہیں کہ جب امام صادقؑ حیرہ تشریف لے گئے تو لوگوں کی کثیر تعداد آپ کی استقبال

کیلئے جمع ہو گئے تھے یہاں تک کہ مقلاقاتیوں کی کثرت کی وجہ سے کئی دن تک امام سے ملاقات نہ ہو سکی۔[88]

مسجد کوفہ میں مسلم بن عقیل کی قبر کے نزدیک واقع محراب امام صادق اور مسجد سہلہ میں مقام امام صادق آپ کی عراق تشریف آوری کا پتہ دیتا ہے۔[89] کربلا میں امام حسینؑ کی زیارت آپ کے اس سفر کے دیگر اہم سرگرمیوں میں شامل ہے۔[90] کربلا میں دریائے حسینیہ کے کنارے بھی آپ سے منسوب ایک مقام ہے جو محراب امام صادق کے نام سے مشہور ہے۔[91]

حضرت علیؑ کی قبر کی نشاندہی

بعض احادیث میں امام صادقؑ کی طرف سے قبر امام علیؑ کی زیارت کرنے کا عندیہ بھی ملتا ہے۔[92] انہی احادیث کے مطابق آپ نے اپنے پیروکاروں کو قبر امام علیؑ کی نشاندہی کرائی جو اس سے پہلے مخفی تھی۔ کلینی کے مطابق ایک دن آپ نے یزید بن عمرو بن طلحہ کو حیرہ اور نجف کے درمیان کسی مقام پر لے گیا اور وہاں آپ نے اسے حضرت علیؑ کی قبر کی نشاندہی کرائی۔[93] شیخ طوسی فرماتے ہیں: امام صادقؑ امام علیؑ کی قبر کے نزدیک تشریف لائے وہاں نماز پڑھی اور یونس بن ظبیان سے فرمایا: یہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ کا مزار ہے۔[94]

شاگرد اور روات

شیخ طوسی اپنی رجال میں تقریباً 3200 راویوں کا نام لیتے ہیں جنہوں نے امام صادقؑ سے حدیث نقل کی ہیں۔[95] شیخ مفید اپنی کتاب الارشاد میں آپ کے راویوں کی تعداد 4000 تک نقل کرتے ہیں۔[96] کہا جاتا ہے کہ امام صادقؑ کے راویوں سے متعلق ابن عقدہ کی ایک کتاب تھی جس میں انہوں نے بھی ان کی تعداد 4000 بتائی ہیں۔[97]

اصول اربع مائیہ (شیعوں کے چار لاکھ اصول) کے اکثر مصنفوں امام صادق کے شاگرد تھے۔[98] اسی طرح دوسرے ائمہ کی نسبت آپ کی شاگردوں کی تعداد بھی سب سے زیادہ ہیں جو ائمہ معصومین کے اصحاب میں سب سے زیادہ مورد اعتماد راویوں میں شمار ہوتے ہیں۔[99] آپ کے بعض مشہور شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں:

زُرَازَةُ بْنُ أَعْيَنٍ

بُرَيْدَةُ بْنُ مَعَاوِيَةَ

جَمِيلُ بْنُ دَرَاجَ

عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْكَانٍ

عَبْدُ اللهِ بْنُ بُكَيْرٍ

حَمَّادَ بْنُ عَثْمَانَ

حَمَادَ بْنُ عَيْسَىٰ

أَبَانُ بْنُ عَثْمَانَ

عَبْدُ اللهِ بْنُ سَنَانٍ

أَبُو بَصِيرٍ

بِشَامُ بْنُ سَالِمٍ

ہشام بن حَكَم

امام صادقؑ کے شاگردوں کے مناظرہ پر مبني حدیث جسے کشی نے نقل کی ہے، سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شاگرد مختلف علمی شعبوں میں تخصص رکھتے تھے۔[100] اس حدیث کے مطابق حُمَرَانَ بْنَ أَعْيَنَ علوم قرآنی میں، آبَانَ بْنَ تَغْلِبَ ادبیات عرب میں، زُرَارَہ فقہ میں اور مومن الطاق اور ہشام بن سالم علم کلام میں تخصص رکھتے تھے۔[101] اسی طرح علم کلام میں تخصص رکھنے والے آپ کے دیگر شاگردوں میں حُمَرَانَ بْنَ أَعْيَنَ، قبیس ماصر اور ہشام بن حَكَم کا نام لیا جا سکتا ہے۔[102]

اہل سنت

اہل سنت کے بعض علماء اور ان کے فقہی پیشوایہ امام صادقؑ کے شاگرد رہے ہیں۔ شیخ صدقہ نے مالک بن انس سے نقل کی ہے کہ وہ ایک مدت تک امام صادقؑ کے پاس جاتے تھے اور آپ سے حدیث سنتے تھے۔[103] مالک بن انس نے اپنی کتاب مُوطَّا میں امام صادقؑ سے حدیث نقل کی ہیں۔[104] ابن حجر ہبیتمی لکھتے ہیں کہ اہل سنت بعض بڑے علماء مانند یحییٰ بن سعید، ابن جریح، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، ابوحنیفہ، شعبہ بن الحجاج اور ایوب سختیانی نے امام صادقؑ سے روایت کی ہیں۔[105]

منتخب کلام

آپ سے نقل ہونے والی بعض مشہور احادیث درج ذیل ہیں:

حدیث توحید مُفَضَّل: توحید مُفَضَّل ایک طولانی حدیث ہے جسے امام صادقؑ نے چار نشستوں میں مُفَضَّل بن عمر کو املاء فرمایا۔[106] اس حدیث میں آفرینش جہاں، خلقت انسان، دنیائی حیوانات کی حیرت انگیزیاں، آسمان اور زمین کی حیرت انگیزیاں، موت کی حقیقت اور اس کا فلسفہ وغیرہ جیسے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔[107]

حدیث عنوان بَصْرَى: حدیث عنوان بَصْرَى میں امام صادقؑ نے عبودیت کی تعریف کے بعد عنوان بصری نامی شخص کے لئے ریاضت نفس، بردباری اور علم و معرفت کے حوالے سے مختلف دستورالعمل بیان فرمایا ہے۔[108]

مقبولہ عمر بن حَنَظَلَہ: اس حدیث میں قضاوت اور تعارض روایات کے موضوع پر بحث فرمائی ہے۔[109] ولایت فقیہ کے قائلین اس مسئلے پر اسی حدیث سے استناد کرتے ہیں۔[110] آپ کے بارے میں اہل سنت کا نظریہ

اہل سنت اکابرین بھی امام صادقؑ کے مقام و منزلت کے معتبر تھے۔ ابوحنیفہ آپ کو مسلمانوں میں سب سے زیادہ دین شناس اور علم و معرفت کا حامل قرار دیتے تھے۔[111] ابن ابی الحدید کا کہنا ہے کہ اہل سنت اکابرین من جملہ ان کے ائمہ ابوحنیفہ، احمد بن حنبل اور شافعی مستقیم یا غیر مستقیم امام صادقؑ کے شاگرد رہے ہیں اسی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حقیقت میں فقہی اعتبار سے مذہب اہل سنت کی جڑیں فقہ شیعہ سے ہی نشو و نما پائی ہے۔[112] ان تمام باتوں کے باوجود فقہ اہل سنت میں آپ کے معاصر فقهاء جیسے اوزاعی اور سفیان ثوری وغیرہ کے نظریات سے تو استفادہ کیا گیا ہے لیکن امام صادقؑ کے نظریات سے کوئی استفادہ نہیں کیا گیا ہے۔[113] اسی بنا پر بعض شیعہ علماء مانند سید مرتضی نے اہل سنت علماء کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔[114]

شہادت

شیعہ اور سنی اکثر قدیم منابع میں امام صادقؑ کی شہادت سے متعلق کوئی شواہد موجود نہیں ہے۔ [115] یہاں تک کہ بعض شیعہ علماء من جملہ شیخ مفید نے آپ کی رحلت کو طبیعی موت قرار دیا ہے۔ لیکن بعض علماء اس حدیث کی بنا پر جس میں آیا ہے کہ ائمہ معصومین کو یا تلوار سے شہید کیا جائے گا یا زیر سے، کہتے ہیں کہ آپ کو بھی شہید کیا گیا تھا۔ [116] اس کی تصریق کرتے ہوئے شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ آپ کو منصور دوائیقی کے حکم پر زیر سے شہید کیا گیا تھا۔ [117]

آپ کی وصیت

احادیث کے مطابق امام صادقؑ نے اپنی زندگی میں کئی بار امام کاظمؑ کو اپنے بعد امام کے عنوان سے اپنے خاص اصحاب کے سامنے تعارف کرایا تھا؛ [118] لیکن بنی عباس کی سیاسی دباؤ اور امام کاظمؑ کی جان کی حفاظت کی خاطر اپنے بعد پانچ افراد من جملہ منصور دوائیقی کو اپنا وصی بنایا۔ [119] اسی بنا پر حتیٰ آپ کے بعض برجستے اصحاب مانند مؤمن طاق اور یشام بن سالم بھی آپ کی جانشینی کے مسئلے میں مرد تھے۔ یوں یہ لوگ شروع میں عبداللہ افطح کی طرف چلے گئے اور ان سے کچھ سوالات کئے لیکن وہ عبداللہ کے جواب سے قانع نہیں ہوئے تو وہ امام موسی کاظمؑ کے پاس گئے اور وہی سوالات آپ سے بھی کئے اور جب آپ کے جواب سے وہ قانع ہوئے تو انہوں نے آپ کی امامت کا اقرار کیا۔ [120]

شیعوں میں گروہ بندی

امام صادقؑ کی شہادت کے بعد شیعوں میں مختلف فرقے وجود میں آگئے۔ بعض نے آپ کے بڑھ بیٹے اسماعیل کی وفات سے انکار کرتے ہوئے آپ کے بعد ان کی امامت کے قائل ہو گئے جو بعد میں اسماعیلیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ انہی میں سے بعض لوگ جب اسماعیل کے زندہ ہونے سے مأیوس ہوئے تو ان کے بیٹے محمد کی امامت کے قائل ہوئے۔ بعض شیعہ عبداللہ افطح کو امام ماننے لگے یہ گروہ فطحیہ کے نام سے مشہور ہوئے؛ لیکن یہ گروہ عبداللہ کی وفات کے بعد جو امام جعفر صادقؑ کی شہادت کے صرف 70 دنوں بعد واقع ہوئی، امام موسی کاظمؑ کی امامت کے قائل ہوئے۔ بعض شیعہ ناووس نامی شخص کی پیروی کرتے ہوئے خود امام صادقؑ کی امامت پر توقف کیا یہ گروہ بعد میں فرقہ ناووسیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور بعض شیعہ محمد دیباچ کی امامت کے معتقد تھے۔ [121]

آپ کا یوم شہادت

ایران میں 25 شوال کو آپ کی تاریخ شہادت کے عنوان سے سرکاری طور پر چھٹی ہوتی ہے۔ پہلی بار یہ کام آیت اللہ کاشانی کی سفارش پر ڈاکٹر مصدق کے حکم سے انجام پایا۔ [122] موجودہ دور میں قم میں موجود شیعہ مراجع تقلید اس دن آپ کی شہادت کے عنوان سے عزاداری کرتے ہیں بہنہ پاؤں ماتمی دستون میں خود شرکت کر کے عزاداری کرتے ہیں جو مختلف علاقوں سے برآمد ہو کر حرم حضرت معصومہ میں اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ [123]

تألیفات امام صادق

بعض شیعہ حدیثی کتابوں میں امام صادقؑ سے منسوب بعض مکتوب اور رسالہ جات نقل ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض کا آپ سے نقل ہونے میں شکوک و شبہات پایا جاتا ہے لیکن ان میں سے بعض، کافی جیسی معتبر

کتابوں میں بھی نقل ہوئی ہے جس کی وجہ سے ان کے معتبر ہونے کا امکان زیادہ قوی ہے ذیل میں ان میں سے بعض کو ذکر کیا جاتا ہے:

امام صادقؑ کا اپنے اصحاب کے نام خط: یہ خط امامؑ کے ان سفارشات پر مشتمل ہے جو آپ نے زندگی کے مختلف شعبوں کے حوالے سے اپنے پیروکاروں کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ خط کتاب کافی میں بھی آیا ہے۔

رسالہ شرایع الدین بہ روایت اعمش: یہ رسالہ اصول دین اور فروع دین کے متعلق ہے جسے ابن بابویہ نے نقل کیا ہے۔

قرآن کی تفسیر سے متعلق ایک خط کا ایک حصہ۔

اہل قیاس کے نام لکھے گئے ایک خط کا ایک حصہ جس میں آپ نے ان پر تنقید فرمایا ہے۔

الرسالة الأباوازية: یہ خط آپ نے اہواز کے گورنر نجاشی کو تحریر فرمایا تھا جس کا متن شہید ثانی کی کتاب کشف الربیہ میں آیا ہے۔

توحید المفضل یا کتاب فَكْر: یہ رسالہ خداشناسی سے متعلق امامؑ کے ارشادات کا خلاصہ ہے جسے آپ نے مُفضل بن عمر کیلئے ارشاد فرمایا تھا اور اس کتاب میں "فَكْر یا مُفضل" (اٹے مفضل غور و فکر کرو) کی تکرار کی وجہ سے قدیم زمانے میں یہ کتاب "كتاب فَكْر" کے نام سے بھی مشہور تھی۔

رسالہ اہلیلیجہ: اس رسالے میں امام صادقؑ نے کسی ہندوستانی ڈاکٹر کے ساتھ خدا کے وجود کو ثابت کرنے کی غرض سے گفتگو فرمائی ہے۔ نجاشی نے اس کتاب کو "بِدْءُ الْخَلْقِ وَ الْحَثُّ عَلَى الْإِعْتَبَار" کے نام سے یاد کیا ہے۔ تفسیر امام صادقؑ کے نام سے مشہور کتاب۔

تفسیر النعمانی۔[124]

بعض کتابیں ایسی ہیں جنہیں آپؑ کے شاگردوں نے آپ کے ارشادات سے اقتباس کرتے ہوئے تحریر کی ہیں۔ من جملہ ان کتابوں میں سے بعض جو شایع ہوئی ہیں درج ذیل ہیں:

"الجعفریات" یا "الأشعثیات" مصنف محمد بن محمد بن اشعث۔

نشر الدُّرَر: اس کتاب کے متن کو ابن شُعبہ حَرَّانی نے تحف العقول میں نقل کیا ہے۔

الحِکْمَ الْجَعْفَرِيَّة

امامؑ کے مختصر کلام کا مجموعہ جس کے راوی سلمان بن ایوب ہیں اور اس کا متن کتاب فرائد السَّمَطَّيْن میں جوینی نے نقل کیا ہے۔[125]

کتابیات

امام صادقؑ کے بارے میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ کتابیات امام جعفر صادقؑ نامی کتاب میں تقریباً 800 کتابوں کا نام لیا گیا ہے جو شایع ہو چکی ہیں۔ اس حوالے سے اخبار الصادق مع ابی حنیف اور اخبار الصادق مع المنصور جسے محمد بن وہبیان دبیلی (چوتھی صدی) اور اخبار جعفر بن محمد مصنف عبد العزیز یحیی جلودی (سنہ 4 ہجری) سب سے قدیمی کتابوں میں سے ہیں۔[126] امام صادقؑ کے بارے میں لکھی گئی بعض عربی و فارسی کتابیں درج ذیل ہیں:

الامام الصادق و المذاہب الاربعة، تحریر اسد حیدر۔ یہ کتاب امام صادقؑ و مذاہب چہارگانہ، کے نام سے فارسی میں ترجمہ ہو چکی ہے[127]

كتابنامہ امام صادقؑ مولف رضا استادی

الإمام الصادق، تحریر محمد حسین مظفر: اس کتاب کو سید ابراہیم سید علوی نے امام جعفر صادقؑ کی زندگی سے متعلق چند اوراق کے نام سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ [128]

الإمام جعفر الصادق، تأليف عبد الحليم الجندي زندگانی امام صادق جعفر بن محمدؑ (كتاب)، تحریر سید جعفر شہیدی

پرتوی از زندگانی امام صادقؑ، تحریر نورالله علی دوست خراسانی

پیشوای صادق، تحریر سید علی خامنه‌ای

موسوعة الإمام الصادق، تأليف باقر شریف قرشی

موسوعة الامام جعفر الصادق تحریر سید محمد کاظم قزوینی، اب تک اس کتاب کی 15 جلدیں شایع ہوئی ہیں۔

یہ کتاب 60 جلدیں پر مشتمل ہوگی۔ [129]

موسوعة الإمام جعفر الصادق، تحریر بسام آل قطیط

مغز متفکر جہان شیعہ، تحریر ذبیح اللہ منصوری۔ مصنف نے اسے مرکز مطالعات اسلامی استراسبورگ نسبت

دی ہے اور خود کو مترجم معرفی کیا ہے۔ لیکن بعض نے اسے مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسی کسی کتاب کا

کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

[130]

چودہ معصومین علیہم السلام

مخصوص نام:	مخصوص نام:	مخصوص نام:
امام موسی کاظم علیہ السلام	امام جعفر صادق علیہ السلام	امام محمد باقر علیہ السلام
چودہ مخصوصین علیہم السلام		
حضرت قاطر زیر اسلام اللہ علیہ		حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
بادیہ السلام ↓		
امام علی علیہ السلام	امام موسی کاظم علیہ السلام	امام سید علیہ السلام
امام حسن عسکری علیہ السلام	امام علی رضا علیہ السلام	امام محمد باقر علیہ السلام
امام مهدی علیہ السلام	امام جعفر صادق علیہ السلام	امام حسین علیہ السلام

حوالہ جات

1. جعفریان، حیات فکری سیاسی امامان شیعه، 1393ش، ص.391
2. صابری، تاریخ فرق اسلامی، 1388ش، ج2، ص.110، 119.
3. مفید، الارشاد، 1372ش، ج2، ص.180.
4. مجلسی، بحار الانوار، ج29، ص.651، 652.
5. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.181.
6. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.181.
7. صدوق، کمال الدین، 1359ش، ص.319: «القاب الرسول و عترته»، ص.60، 61.
8. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.181.
9. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.181.
10. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.181.
11. مفید، الارشاد، 1372ش، ج2، ص.180.
12. اربلی، کشف الغمة، 1379ش، ج2، ص.691.
13. ابن قتيبة الدینوری، المعارف، 1992م، ص.215.
14. نک پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.187.
15. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.187.
16. مجلسی، بحار الانوار، 1403ق، ج47، ص.2.
17. نگاه کریں: مجلسی، بحار الانوار، 1403ق، ج47، ص.2.
18. مفید، الارشاد ص.553.
19. کلینی، کافی، 1407ق، ج1، ص.307-311.
20. شهرستانی، ملل و نحل، 1415ق، ج1، ص.148.
21. اشعری، المقالات و الفرق، 1360ش، ص.213، 214.
22. نک: مفید، الارشاد، 1413ق، ج2، ص.209.
23. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1378ش، ص.4.
24. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1378ش، ص.6.
25. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1378ش، ص.4.
26. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1378ش، ص.47.
27. جعفریان، حیات فکری سیاسی امامان شیعه، 1393ش، ص.435.
28. فاضل مقداد، ارشاد الطالبین، 1405ق، ص.337.
29. کلینی، کافی، 1407ق، ج1، ص.306، 307.
30. جباری، سازمان وکالت ائمه، ج1، 1382ش، ص.47-50.
31. جباری، سازمان وکالت ائمه، ج1، 1382ش، ص.280، 320، 332.
32. جباری، بررسی تطبیقی سازمان دعوت عباسیان و سازمان وکالت امامیه (مراحل شکل گیری و عوامل پیوایش)، قم، پاییز 1389ش، ص.75-104.
33. جعفریان، حیات فکری-سیاسی امامان شیعه، 1393ش، ص.407.

34. جعفریان، حیات فکری-سیاسی امامان شیعه، 1393ش، ص407، 408.
35. کشی، رجال کشی، 1409ق، ص300.
36. کشی، رجال کشی، 1409ق، ص297.
37. شیخ طوسی، امالی، 1414، ص650.
38. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1384ش، ص47-60.
39. جعفریان، حیات فکری-سیاسی امامان شیعه، 1393ش، ص435، 436.
40. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1384ش، ص61.
41. ابن حجر ہیتمی، الصواعق المحرق، چاپ قاہرہ، 1429ق/2008م، ص551.
42. رسائل الجاحظ، ص106.
43. نجاشی، رجال نجاشی، 1416ق، ص39.
44. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص205.
45. اربلی، کشف الغمة، 1379ش، ج2، ص701.
46. نجاشی، رجال نجاشی، 1416ق، ص12.
47. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1384ش، ص61.
48. نجفی، «امام صادق رئیس مذهب جعفری»، سایت سازمان تبلیغات اسلامی، تایخ درج: 9 شهریور 1392، تاریخ بازدید: 10 آیان 1396.
49. بی آزار شیرازی، ہمبستگی مذاہب اسلامی، 1377ش، ص344. «شیخ محمود شلتوت»، سایت مجمع جهانی تقریب مذاہب اسلامی. «فتاوی تاریخی شیخ شلتوت مفتی اعظم عالم تسنن و رئیس دانشگاه الازبیر مصر»، درس بایی از مکتب اسلام، ش3، 1338.
50. کلینی، اصول کافی، ج1، 1407ق، ص79، 80، 171-173؛ شیخ مفید، اختصاص، 1413ق، ص189، 190.
51. کلینی، اصول کافی، ج1، 1407ق، ص171-173.
52. کلینی، اصول کافی، ج1، 1407ق، ص171-173.
53. کشی، رجال کشی، 1409ش، ص275-277.
54. طبرسی، احتجاج، 1403ق، ج2، ص31-333.
55. طبرسی، احتجاج، 1403ق، ج2، ص333.
56. طبرسی، احتجاج، 1403ق، ج2، ص335.
57. طبرسی، احتجاج، 1403ق، ج2، ص336.
58. طبرسی، احتجاج، 1403ق، ج2، ص336.
59. طبرسی، احتجاج، 1403ق، ج2، ص360-362.
60. طبرسی، احتجاج، 1403ق، ج2، ص362-364.
61. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1378ش، ص4.
62. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1378ش، ص6.
63. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1378ش، ص4.
64. شهیدی، زندگانی امام صادق، 1378ش، ص47.

65. جعفريان، حیات فکری سیاسی امامان شیعه، 1393ش، ص.435
66. شهرستانی، الملل والنحل، 1415ق، ج1، ص.179
67. مسعودی، مروج الذبب، 1409ق، ج3، ص.254
68. پاکتچی، «امام جعفر صادق»، ص183، 184.
69. ابن شهر آشوب، مناقب آل ابی طالب، 1379ش، ج4، ص.237
70. ابوالفرح اصفهانی، مقاتل الطالبین، 1408م/1987ق، ص185، 186.
71. جعفريان، حیات فکری سیاسی امامان شیعه، 1393ش، ص.371
72. مجلسی، بحار الانوار، 1403ق، ج46، ص.306
73. مجلسی، بحار الانوار، 1403ق، ج47، ص.184
74. کلینی، الکافی، 1/473 باب مولد ابی جعفر. ابن شهر آشوب، مناقب علی بن ابی طالب 362-3.
75. کلینی، کافی، 1407ق، ج1، ص.472
76. ابن شبه، تاریخ المدینه 17/1 طبری، تاریخ طبری 284/6. ذبی، تاریخ الاسلام 54/9.
77. جعفريان، حیات فکری سیاسی امامان شیعه، 1393ش، ص.435
78. جعفريان، حیات فکری سیاسی امامان شیعه، 1393ش، ص.435
79. ابن شهر آشوب، مناقب آل ابی طالب، 1379ق، ج4، ص.248
80. رجال کشی، ص.330
81. فتال نیشابوری، روضة الوعاظین، 1375ش، ج2، ص.293
82. اربلی، کشف الغمہ، 1379ش، ج2، ص.691
83. مجلسی، بحار الانوار، 1403ق، ج47، ص.16
84. مجلسی، بحار الانوار، 1403ق، ج47، ص.61
85. کلینی، کافی، 1407ق، ج4، ص.8
86. ابن شهر آشوب، مناقب آل ابی طالب، 1379ش، ج4، ص.273
87. مظفر، الامام الصادق، مؤسسه النشر الاسلامی، ج1، ص.126 و 130.
88. مجلسی، بحار الانوار، 1403ق، ج47، ص.93، 94.
89. مظفر، الامام الصادق، مؤسسه النشر الاسلامی، ج1، ص.129.
90. مظفر، الامام الصادق، مؤسسه النشر الاسلامی، ج1، ص.130.
91. مظفر، الامام الصادق، مؤسسه النشر الاسلامی، ج1، ص.130.
92. شیخ طوسی، تهذیب الاحکام، 1407ق، ج6، ص.35 و 36.
93. کلینی، کافی، 1407ق، ج4، ص.571
94. شیخ طوسی، تهذیب الاحکام، 1407ق، ج6، ص.35.
95. طوسی، اختیار معرفة الرجال، مؤسسه آل البيت، ج2، ص.419-679
96. مفید، الارشاد، 1413ق، ج2، ص.254
97. محدث قمی، الکنی و الالقاب، 1409ق، ج1، ص.358.
98. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.187

99. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.187.
100. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.199.
101. کشی، رجال کشی، 1409ق، ص275-277.
102. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.199.
103. صدوق، خصال، ص168؛ صدوق، امالی، ص169؛ علل الشرایع ص.234.
104. مالک بن انس، موطا، 1425ق، ص.10.
105. ابن حجر الهیتمی، الصواعق المحرقة، 1417ق، ج2، ص.586.
106. مفضل بن عمر، توحید مفضل، ترجمه میرزاپی، 1373ش.
107. مفضل بن عمر، توحید مفضل، 1373ش.
108. مجلسی، بحار الانوار، 1403ق، ج1، ص224-226.
109. کلینی، کافی، ج1، ص.67.
110. امام خمینی، الحكومة الاسلامية، 1429ق/2008م، ص115-121؛ مصباح یزدی، نگاهی گذرا به نظریه ولایت فقیه، 1391ش، ص.100.
111. ذہبی، تذکرہ الحفاظ، 1419ق، ج1، ص.126.
112. ابن ابی الحدید، شرح نهج البلاغه، 1385ق، ج1، ص.18.
113. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.206.
114. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.206.
115. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.187.
116. پاکتچی، «جعفر صادق، امام»، ص.187.
117. ابن بابویه، الاعتقادات، 1389ش، ص.98.
118. کشی، رجال کشی، ص282، 283.
119. پیشوایی، سیره پیشوایان، ص.414.
120. کشی، رجال کشی، ص282، 283.
121. نوبختی، فرق الشیعه، ص66-79.
122. رازی، تاریخ فرینگ معاصر، ش.6.
123. «پیاده روی مراجع عظام تقلید در عزای صادق آل محمد»، سایت خبرگزاری مهر، تاریخ درج: 9 شهریور 1392ش، تاریخ بازدید: 10 آبان 1396ش.
124. کتابچی، «جعفر صادق، امام»، ص218، 219.
125. کتابچی، «جعفر صادق، امام»، ص218، 219.
126. کتابچی، «جعفر صادق، امام»، ص.219.
127. نگاه کنید به، اسد، امام صادق و مذاہب اہل سنت، ترجمه محمد حسین سرانجام و دیگران، 1390ش.
128. مظفر، صفحاتی از زندگانی امام جعفر صادق، ترجمه سیدعلوی، 1372ش.
129. «گزارشی از موسوعه الامام الصادق علیه السلام»، پایگاه اطلاع رسانی حوزه، تاریخ بازدید: 8 شهریور 1396.

منابع

- اشعری، سعد بن عبدالله، المقالات و الفرق، تصحیح محمد جواد مشکور، انتشارات علمی و فرینگی، تهران، 1360ش.
- «القاب الرسول و عترته»، ضمن المجموعة النفيسة، قم، 1406ق.
- ابن ابی الحدید، عبد الحمید بن ہبۃ اللہ، شرح نهج البلاغة، قم، مکتبة آیة اللہ المرععشی النجفی، 1385ق.
- ابن حجر الہیتمی، احمد بن محمد، الصواعق المحرقة علی اہل الرفض و الضلال و الزندقة، تحقیق عبد الرحمن بن عبد اللہ الترکی، بیروت، موسسه الرسالۃ، 1417ق.
- ابن شهر آشوب، محمد بن علی، مناقب آل ابی طالب، قم، علامہ، چاپ اول، 1379ش.
- ابن قتيبة الدینوری، عبدالله بن مسلم، المعرف، تحقیق ثروت عکاشة، قاہرہ، الہیئتہ المصریۃ العامة للكتاب، الطبعة الثانية، 1992م.
- اربلی، علی بن عیسی، کشف الغمة فی معرفة الأئمة، قم، الشریف الرضی، 1379ش.
- ابو الفرج اصفهانی، مقاتل الطالبین، شرح و تحقیق احمد صقر، بیروت، مؤسسه الاعلمی للمطبوعات، 1987م/1408ق.
- بی آزار شیرازی، عبد الکریم، ہمبستگی مذاہب اسلامی (مقالات دار التقریب)، تهران، سازمان فرینگ و ارتباطات اسلامی، 1377ش.
- پاکتچی، احمد، «جعفر صادق، امام»، تهران، دایرة المعارف بزرگ اسلامی، مرکز دائرة المعارف بزرگ اسلامی، 1389ش.
- پیشوایی، مهدی، سیرہ پیشوایان؛ نگرشی بر زندگانی اجتماعی، سیاسی و فرینگی امامان معصوم، قم، مؤسسه امام صادق، چاپ شانزدہم، 1383ش.
- جاحظ، عمرو بن بحر، رسائل الجاحظ، بیروت، دار و مکتبة الہلال، 2002ء
- جباری، محمد رضا، سازمان وکالت و نقش آن در عصر ائمه علیہم السلام، قم، مؤسسه آموزش پژوهشی امام خمینی، 1382ش.
- جباری، محمد رضا/ ملبوبی، محمد کاظم، بررسی تطبیقی سازمان دعوت عباسیان و سازمان وکالت امامیه (مراحل شکل گیری و عوامل پیدایش)، قم، تاریخ در آیینہ پژوهش، سال ہفتمن، شماره سوم، پاییز 1389ش، ص 75-104.
- جعفریان، رسول، حیات فکری سیاسی امامان شیعہ، تهران، علم، چاپ سوم، 1393ش.
- حیدر، اسد، امام صادق و مذاہب اہل سنت، ترجمہ محمد حسین سرانجام و دیگران، قم، انتشارات دانشگاه ادیان و مذاہب قم، 1390ش.
- ذبی، محمد بن احمد، تذکرة الحفاظ، بیروت، دار الكتب العلمیة، چاپ اول، 1419ق.
- شهیدی، سید جعفر، زندگانی امام صادق جعفر بن محمد، تهران، دفتر نشر فرینگ اسلامی، 1384ش.
- شهرستانی، محمد بن عبدالکریم، الملل و النحل، تحقیق امیر علی مہنا و علی حسن فاعور، بیروت، دار المعرفة، 1415ق.
- «شیخ محمود شلتوت»، سایت مجمع جهانی تقریب مذاہب اسلامی.
- صابری، حسین، تاریخ فرق اسلامی، تهران، سمت، 1388ش.

صدقوق، محمد بن على، الاعتقادات، قم، المؤتمر العالمي لألفية الشيخ المفيد، 1379ش/1413ق.

صدقوق، محمد بن على، الامالى، قم، موسسة البعثة، 1417ق.

صدقوق، محمد بن على بن بابويه، الخصال، تحقيق و تصحیح على اکبر غفاری، قم، جامعه مدرسین، چاپ اول، 1362ش.

صدقوق، محمد بن على بن بابويه، علل الشرائع، قم، کتاب فروشی داوری، چاپ اول، 1385ش.

صدقوق، محمد بن على، عيون اخبار الرضا، تحقيق مهدی لاجوردی زاده، تهران، انتشارات جهان، بی تا.

صدقوق، محمد بن على، کمال الدين و تمام النعمه، تحقيق على اکبر غفاری، تهران، دار الكتب الاسلامیه، 1359ش.

طبرسی، احمد بن على، الإحتجاج على أبل اللجاج، تحقيق و تصحیح محمد باقر خرسان، مشهد، نشر مرتضی، چاپ اول، 1403ق.

طبرسی، فضل بن الحسن، اعلام الوری باعلام الهدی، تحقيق موسسة آل البيت لاحیاء التراث، قم، موسسة آل البيت لاحیاء التراث، 1417ق.

طبری، محمد بن جریر طبری، تاریخ الطبری، تاریخ الامم و الملوك، تحقيق محمد ابو الفضل ابراهیم، بیروت، رواج التراث العربي، بی تا.

طوسی، محمد بن الحسن، الأمالی، تحقيق مؤسسه بعثت، قم، دار الثقافة، چاپ اول، 1414ق.

طوسی، محمد بن الحسن، تهذیب الأحكام، تحقيق و تصحیح حسن الموسوی خرسان، تهران، دار الكتب الاسلامیه، چاپ چهارم، 1407ق.

فاضل مقداد، مقداد بن عبدالله، ارشاد الطالبین الى نهج المسترشدین، تحقيق مهدی رجایی، قم، کتابخانه عمومی حضرت آیت الله العظمی مرعشی نجفی، 1405ق

فتال نیشابوری، محمد بن احمد، روضة الوعاظین و بصیرة المتعظین، قم، انتشارات رضی، چاپ اول، 1375ش.

قمنی، عباس، الکنی و الالقاب، طهران، مکتبه الصدر، چاپ پنجم، 1409ق.

کشی، محمد بن عمر، اختیار معرفة الرجال، تحقيق و تصحیح شیخ طوسی و حسن مصطفوی، مشهد، مؤسسه نشر دانشگاه مشهد، چاپ اول، 1409ق.

کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، تحقيق على اکبر غفاری و محمد آخوندی، تهران، دار الكتب الاسلامیه، چاپ چهارم، 1407ق.

علیه السلام، پایگاه اطلاع‌رسانی حوزه، تاریخ بازدید: 8 شهریور 1396

مالك بن أنس، موطأ الامام مالک، تحقيق محمد مصطفی اعظمی، ابو ظبی، موسسه زاید بن سلطان آل نهیان، 1425ق.

معمای یمایش اسلام شناسی استراسبورگ، مهدی شاکری و بابک فرمایه، سایت امام موسی صدر نیوز.

مظفر، محمد حسین، الامام الصادق، قم، مؤسسه النشر الاسلامی، بی تا.

مظفر، محمد حسین، صفحاتی از زندگانی امام جعفر صادق، ترجمه سید ابراهیم سید علوی، قم، رسالت، چاپ دوم، 1372ش.

مفضل بن عمر، توحید مفضل؛ شگفتی‌بای آفرینش از زبان امام صادق، ترجمه نجف على میرزاپی، قم، ہجرت،

چاپ ہجدهم، 1373ش.

مفید، محمد بن محمد، الإختصاص، تحقيق على اکبر غفاری و محمود محرمی زرندی، قم، المؤتمر العالمي للفیة الشیخ المفید، چاپ اول، 1413ق.

مفید، محمد بن محمد، الارشاد فی معرفة حجج الله علی العباد، قم، المؤتمر العالمي للفیة الشیخ المفید، 1372ش.

مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، بحار الأنوار، بیروت، دار إحياء التراث العربي، 1403ق.

مصباح یزدی، محمد تقی، نگاهی گذرا به نظریه ولایت فقیه، قم، انتشارات مؤسسه آموزشی و پژوهشی امام خمینی، چاپ بیست و ششم، 1391ش.

مسعودی، علی بن حسین، مروج الذہب و معادن الجوہر، قم، دار الہجرہ، الطبعه الثانية، 1415ق.
موسوی خمینی، سیدروح الله، الحكومة الاسلامیة، تهران، موسسه تنظیم و نشر آثار امام خمینی، چاپ نهم، 1429ء/2008

نجاشی، احمد بن علی، رجال النجاشی، قم، جماعة المدرسين، 1416ق.

old.ido.ir/a.aspx?a=1392060904..
اسلامی، تایخ درج: 9 شهریور 1392، تاریخ بازدید: 10 آیان 1396
نوبختی، حسن بن موسی، فرق الشیعه، ترجمہ محمد جواد مشکور، بنیاد فرینگ ایران، تهران، 1353ش.